۸ ۲ شوال المکرم، ۱۴۴۴ھ / ۹ ۱ مئی، 2023ء

نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن تمہارا

یارسول اللہ

صلّی اللہ علیک وعلٰی اٰلک وأصحابک وأزواجک وأمّتک فی کلّ اٰنٍ وّلحظۃٍ عدد کلّ ذرّۃٍ ذرّۃٍ ألف ألف مرّۃٍ

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com
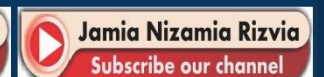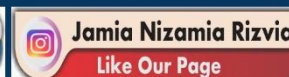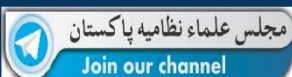
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

اِنَّ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا لَّسۡتَ مِنۡهُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ‌ ؕ اِنَّمَاۤ اَمۡرُهُمۡ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ ۔

ایک مُصلح ومدبّر راہ نما دوسروں کو بُرائی سے روکنے کے لیے مختلف طریقے اپناتا ہے... کبھی پیار سے سمجھاتا ہے اور کبھی محبت بھری ڈانٹ پلاتا ہے... اچھے کاموں کے فوائد ومنافع بھی بتاتا ہے اور بُرے کاموں کے نتائج ونقصانات بھی... سبق آموز واقعات کے ذریعے بھی تربیت کرتا ہے اور نفسیاتی تقاضوں کے مطابق مختلف انداز بھی اپناتا ہے...اِصلاح کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ مُصلح پیار بھری دھمکی لگاتے ہوئے کہتا ہے: ”جس نے یہ کام کیا وہ میرا نہیں، اُس کا میرے ساتھ تعلّق نہیں“۔

آقائے دوعالم ﷺ کائنات کے سب سے بڑے مُصلح ومدبّر راہ نما بھی ہیں اور اُمّت کے ساتھ آپ کی شفقت ومحبت بھی سب سے بڑھ کر ہے۔ آپ کی مہربانیوں کا عالَم یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۔ ”یقیناً تمہارے پاس تمھی میں سے وہ عظیم الشان رسول تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت گراں گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں، مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔“ [التوبہ 128:9]

اور آپ ﷺ کی عظیم الشان راہ نمائی کی دلیل وہ انقلاب ہے جو آپ کی تربیت سے رُونُما ہوا۔ شاعر نے خوب کہا:

خود نہ تھے جو راہ پر اَوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا

سیدِ عالم ﷺ نے اُمّت کو برائیوں سے بچانے کے لیے ہر اچھا انداز اختیار فرمایا اور بہت سے کاموں کے بارے میں یہ محبت بھری دھمکی بھی ارشاد فرمائی کہ ”جو فلاں کام کرے وہ میرا نہیں“ یا ”جس نے یہ کام کیا وہ ہم میں سے نہیں“۔ برے کاموں سے روکنے کا یہ نہایت مؤثّر انداز ہے۔ جب ایک اُمّتی کو معلوم ہو کہ فلاں کام کرنے والا میرے آقا کریم ﷺ کو پسند نہیں اور آپ ﷺ وہ کام کرنے والے کو اپنا نہیں کہتے، تو اُمّتی کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہو گا کہ میرا دونوں جہان میں آپ ﷺ ہی سہارا و آسرا ہیں؛ لہٰذا مجھے ہر صورت میں وہ کام چھوڑ دینا چاہیے۔

”ہم میں سے نہیں“ اور ”میرا نہیں“ کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ محدثین نے لکھا: اگر کوئی بدنصیب اُس حرام کام کو حلال سمجھے تب تو مراد ہوتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں... لیکن حرام کو حلال نہ سمجھے تو مراد ہوتا ہے: وہ میری سنت پر عمل پیرا نہیں... میرے پسندیدہ طریقے پر نہیں... میرے پیاروں میں سے نہیں... میرے اخلاق سے آراستہ نہیں۔

بے جا حمایت کرنے والا

حق کی حمایت کرنے کے بجائے اپنے تعلّق داروں کی بے جا مدد کرنا جاہلانہ طریقہ ہے... غیر تربیت یافتہ لوگ ہمیشہ اپنے خاندان، اپنی پارٹی، اپنے اہلِ محلّہ واہلِ علاقہ اور اپنے قرابت داروں کا دفاع کرتے ہیں، زیادہ تر وُکلا اپنی فیس کی خاطر جان بوجھ کر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے دلائل دیتے ہیں، سیاسی پارٹیوں کے لیڈر اور جیالے اپنے موقف کو جھوٹ اور بددیانتی سمجھتے ہوئے بھی اُس سے پیچھے نہیں ہٹتے۔

قرآن وسنت میں سختی کے ساتھ تعصّب سے روکا گیا اور یہ تربیت فرمائی گئی کہ اپنے تعلق والے کی بے جا حمایت کرنا اُس سے تعاون نہیں، بلکہ درحقیقت اُسے ہلاکت میں ڈالنا ہے؛ کیونکہ اِس طرح ظالم اور اُس کا حمایتی دونوں ہی گناہ گار اور مستحقِ نار ہوں گے، اپنے تعلق دار کی حقیقی مدد یہ ہے کہ اُسے ظلم سے روکے؛ تاکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچ جائے اور یہ حمایت کرنے والا بھی۔

تعصُّب کی بنیاد پر بے جا باتوں کے دفاع کے لیے بحث کرنے والوں کو ڈانٹتے ہوئے ربّ تعالیٰ نے فرمایا: هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۟ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۔ "(اے لوگو!) سن لو، یہ تم ہی ہو جنھوں نے دُنیا کی زندگی میں اُن (مجرموں) کی طرف سے جھگڑا کیا تو قیامت کے دن اُن کی طرف سے اللہ کے ساتھ کون جھگڑا کرے گا یا کون اُن کا حمایتی ہو گا؟"[النساء4:109] دُنیا میں تو تم دھوکا دیتے ہو اور اپنے تعلّق دار کو ذلت وسزا سے بچانے کی کوشش کرتے ہو، مگر جب قیامت کے دن ظالم وخائن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اور وہ عذاب کا فیصلہ فرمائے گا تو کس کی مجال ہو گی کہ اُس وقت مجرموں کی وکالت کرتے ہوئے دھوکا دے کر، جھوٹ بول کر اُن کے حق میں فیصلہ کروالے اور اُنھیں عذاب سے بچالے؟

سیدنا جُبیر بن مُطعِم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ۔»[1] "جو شخص (لوگوں کو) تعصّب (ناحق حمایت) کی دعوت دے وہ ہم میں سے نہیں اور جو تعصّب (کی بنیاد) پر لڑے وہ ہم میں سے نہیں اور جو تعصّب دل میں لیے مرے وہ ہم میں سے نہیں۔"(سنن ابوداود، حدیث: 5121) یعنی جو اپنے ظالم تعلق داروں کی حمایت کے لیے لوگوں کو جمع کرے وہ اسلامی طریقہ پر نہیں ہے... اور جو ظالموں سے تعاون کے لیے لڑائی کرے وہ بھی ہمارے پیاروں میں سے نہیں ہے.. اور جو ناحق حمایت کا جذبہ دل میں لیے مر جائے، اگرچہ نہ لوگوں کو اُس کی دعوت دے نہ اُس کے لیے لڑے وہ بھی ہماری سنت پر نہیں۔

---

[1] (ليس منا من دعا إلى عصبيةٍ) أي: مذمومةٍ باطلةٍ، سواءٌ بدعاءِ الناسِ وجمعِهم إليه، أو بالقتالِ فيها، أو بالموتِ عليها، بأن تكون مُضمَرَةً في قلبِهِ وإن لم يَدْعُ ولم يُقَاتِلْ۔ (لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، زیرِ حدیث: 4907)

ناحق دعوٰی کرنے والا

اسلامی نظامِ عدل وانصاف سے دُوری کی بے شمار خرابیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے دَور میں چالاک اور اثر ورُسوخ والے افراد کے لیے نظام کی پیچیدگی اور عہدے داروں کی بے اعتدالی سے فائدہ اُٹھا کر قانونی طریقے سے دوسروں کا مال ہتھیانا اور اُن کا حق چھیننا مشکل نہیں رہا...لوگ اربابِ اختیار کے ساتھ اپنے تعلقات کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے دوسروں کا حق چھین لیتے ہیں، ماہرینِ قانون کو بھاری فیسیں دیتے ہیں اور وہ اپنی چرب زبانی کے ساتھ کورٹ میں بات کہاں سے کہاں پہنچا کر اپنے مؤکّل کے حق میں فیصلہ کروالیتے ہیں، اِسی طرح رشوتوں کے ذریعے دوسروں کا حق دبانا بھی عام ہوچکا ہے۔

قرآن وسنت میں یہ تربیت فرمائی گئی ہے کہ کسی بھی طریقے سے دوسرے شخص کا حق چھیننے والا اللہ تعالٰی کی ناراضی اور اُخروی سزا کا مستحق ہوتا ہے، کسی کے خلاف بے جا دعوٰی کرنا ہی ممنوع ہے، چہ جائے کہ اپنے حق میں فیصلہ کروالیا جائے۔

ارشادِ باری تعالٰی ہے: وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ ”اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ ہی حاکموں کے پاس اُن کا مقدمہ اِس لیے پہنچاؤ کہ تم جان بوجھ کر لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو۔“[البقرۃ2:188] صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے لکھا: اِس سے معلوم ہوا کہ ناجائز فائدے کے لیے کسی پر مقدّمہ بنا کر اُسے حکام تک لے جانا ناجائز و حرام ہے۔ اسی طرح اپنے فائدے کی خاطر دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لیے اربابِ اختیار پر اثر ڈالنا اور رشوتیں دینا وغیرہ حرام ہے۔(خزائن العرفان، ملخصًا، تحت الآیۃ)

سیدنا ابوذرّ جُندُب غِفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت کردہ حدیثِ نبوی میں یہ الفاظِ کریمہ بھی ہیں: وَمَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا، وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔ ”جو شخص (جان بوجھ کر) ایسے حق کا دعوٰی کرے جو اُس کا نہیں ہے تو وہ ہم (اہلِ جنّت) میں سے نہیں اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بناتا ہے۔“(صحیح مسلم، حدیث:112)

اُمّت کی تربیت کے لیے نبیِ غیب دان ﷺ نے فرمایا: ”مَیں انسان ہوں اور تم میرے پاس اپنے مقدمات لے کر آتے ہو اور شاید تم میں سے ایک فریق دوسرے کے مقابلے میں حجت بازی میں زیادہ ماہر ہو تو میں اُس کا موقف سن کر اُس کے حق میں فیصلہ دے دوں، تو مَیں اُس کے بھائی کے حق میں سے جس چیز کا اُس کے لیے فیصلہ کروں (اگر وہ درحقیقت اُس کی نہیں ہے) تو وہ اُس چیز کو نہ لے، بلکہ (وہ سمجھ لے) کہ مَیں اُسے جہنم کی آگ کا ٹکڑا دے رہا ہوں۔“[1](صحیح بخاری، حدیث:7169)

---

[1] عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِيَ نَحْوَ مَا أَسْمَعُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ.» (صحیح البخاری)

بد شگونی لینے والا

دورِ جاہلیت کی بہت سی اعتقادی و عملی خرابیوں میں سے یہ بات بھی تھی کہ لوگ محض اپنے خیال و وہم کی بنیاد پر کئی چیزوں، اوقات اور جگہوں کو اپنے لیے منحوس سمجھتے تھے اور بغیر کسی وجہ کے بعض کاموں کو نقصان کا سبب قرار دیتے تھے۔ اُن کا اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور قدرت پر ایمان تو تھا نہیں، چنانچہ شیطان اُن کے ذہنوں میں جو وسوسہ ڈالتا وہ اُسے حقیقت سمجھ کر ذہن میں بٹھا لیتے اور اُسی کے مطابق عمل کرنے لگ جاتے۔ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بدفالی اور بد شُگونی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا اور ربّ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہوئے اُس سے دُعا کرنے کا حکم دیا، نیز نیک فالی کی ترغیب دلائی۔

سیدنا عمران بن حُصین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے حدیثِ نبوی روایت کی: لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَطَیَّرَ أَوْ تُطُیِّرَ لَهٗ... "بُرا شگون لینے والا ہم میں سے نہیں اور جس کے لیے کسی دوسرے نے بدشگونی کی (اور اُس نے تصدیق کی) وہ بھی ہم میں سے نہیں۔" (مسند البزاز، حدیث:3578)

افسوس کہ اِس قدر واضح تعلیمات کے باوجود ہمارے اندر اب بھی بہت سے جاہلانہ توہمات موجود ہیں، مثلاً:

- ⟸ کالی بلی یا ناپسندیدہ شخص راستے میں آجائے تو کوئی نحوست پیش آتی ہے۔
- ⟸ کوئی ناپسندیدہ بات سن کر یا ناپسندیدہ چیز دیکھ کر سمجھنا کہ آج نقصان ہو جائے گا۔
- ⟸ دائیں آنکھ پھڑکنے لگے تو کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
- ⟸ خالی قینچی چلانے یا دوسرے کا کنگھا استعمال کرنے سے لڑائی ہو جاتی ہے۔
- ⟸ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر خارش ہو تو رزق وسیع ہو جاتا ہے اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر خارش ہو تو رزق میں تنگی ہوتی ہے۔
- ⟸ کوئی پیچھے سے آواز دے کر بُلائے تو کام خراب ہو جاتا ہے۔
- ⟸ پاؤں کے تلوے میں خارش ہو تو سفر پر جانا پڑتا ہے۔
- ⟸ شام کے وقت جھاڑو لگانے سے روزی میں کمی ہو جاتی ہے۔
- ⟸ پہلا گاہک خریداری نہ کرے تو دن بھر بے برکتی رہتی ہے۔
- ⟸ ستاروں کے ذریعے مستقبل کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔
- ⟸ طوطے وغیرہ سے فال نکالنا اور پسندیدہ نہ ہونے کی صورت میں اُسے نقصان کا سبب سمجھنا۔[1]
- ⟸ بعض نمبرز کو کچھ لوگوں یا ملک کے لیے منحوس سمجھا جاتا ہے۔

---

[1] قرآن مجید سے فال کھولنا بھی ممنوع و مکروہِ تحریمی ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج:7، ص:627، ملخصًا۔ فتاوی افریقہ، ص:149)

حکمران کے ظلم کی تصدیق و تائید کرنے والا

ہمارے دَور میں اقتدار و حکومت کو ایک منافع بخش بزنس سمجھا جانے لگا ہے، حالانکہ حکومت ایسی شے ہے کہ اگر حکمران اپنے اقتدار کو اسلام کی خدمت اور مخلوقِ خدا کی بھلائی کا ذریعہ بنائے تو وہ خود بھی دونوں جہان میں عزت پاتا ہے اور اُس سے تعاون کرنے والے بھی سعادت مند ہو جاتے ہیں، لیکن اگر صاحبِ اقتدار اپنے اختیارات کو اسلام کی سربلندی کے لیے استعمال نہ کرے اور مخلوقِ خدا پر ظلم کرے تو وہ خود بھی دونوں جہان میں ذلیل و رُسوا ہوتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی لے ڈوبتا ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ أَفْضَلَ عِبَادِ اللهِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِمَامٌ عَادِلٌ رَفِيقٌ، وَإِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِمَامٌ جَائِرٌ خَرِقٌ۔ یعنی ”جس مسلمان کو عہدہ ملا، پھر اُس نے عدل و انصاف قائم کیا اور نرمی اختیار کی تو قیامت کے دن ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ فضیلت پانے والے بندگانِ خدا میں اِس خوش نصیب کو نمایاں مقام حاصل ہوگا۔ اور جس بندے کو عہدہ ملا، پھر اُس نے ظلم کیا اور سختی کی تو یہ بدنصیب قیامت کے دن بدترین درجہ والوں میں سے ہوگا۔“(شعب الایمان، حدیث:6986)

نبیِ غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا کعب بن عُجرہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیبی خبر دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي، لَا يَهْتَدُونَ بِهَدْيِي وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي۔ ”میرے بعد کچھ حکمران ہوں گے جو میری سیرت کو نہیں اپنائیں گے اور میری سنت پر عمل نہیں کریں گے۔“

- فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُمْ، وَلَا يَرِدُونَ عَلَيَّ حَوْضِي۔ ”جس نے اُن کے جھوٹ کو سچ کہا اور اُن کے ظلم پر اُن سے تعاون کیا (مثلاً ظلم کی رغبت دلائی، ظالمانہ قوانین کو نافذ کیا یا ظلم میں اُس کا ہاتھ بٹایا) تو نہ یہ لوگ مجھ سے ہیں اور نہ ہی مَیں اُن سے ہوں... اور یہ میرے حوضِ کوثر پر میرے پاس نہیں آسکیں گے۔“
- وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَأُولَئِكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ وَسَيَرِدُونَ عَلَيَّ حَوْضِي۔ ”اور جس نے اُن کے جھوٹ پر اُن کی تصدیق نہ کی اور اُن کے ظلم پر اُن کی مدد نہ کی تو یہ لوگ میرے ہیں اور مَیں اُن سے ہوں... اور عن قریب یہ میرے حوضِ کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔“[1](المستدرک علی الصحیحین، حدیث:265، مسند احمد، حدیث:14441)

---

[1] ولفظ الترمذی: عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «أُعِيذُكَ بِاللهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي، فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ، وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ، وَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ أَوْ لَمْ يَغْشَ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِي كَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔ (سنن الترمذی:614)

میاں بیوی کے درمیان فساد ڈالنے والا

اللہ تعالیٰ جن اعمال کو بہت پسند فرماتا ہے، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان دوسرے مسلمان بھائیوں کے باہمی معاملات کو بہتر بنانے کی کوشش کرے... بچھڑنے والوں کو ملائے، ناراض مسلمانوں کی آپس میں صلح کروائے، باہمی غلط فہمیاں دُور کروائے، آپس میں محبت بڑھانے کے لیے اپنا کردار ادا کرے اور اچھی نیت کے ساتھ عیبوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی خوبیاں بتائے... جب کہ مسلمانوں کے باہمی معاملات کو خراب کرنا ربّ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

ہمارے دَور میں گھریلو سطح سے لے کر ملکی اور عالمی سطح تک باہمی اختلافات اور لڑائیاں عروج پر ہیں، اِس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ فسادی لوگ غلط فہمیاں پھیلاتے ہیں، بگاڑ پیدا کرتے ہیں اور غیر تربیت یافتہ افراد اُن کی باتوں میں آکر لڑائی جھگڑے پر اُتر آتے ہیں۔

میاں بیوی کے درمیان یا افسر وماتحت کے درمیان بگاڑ پیدا کرنا، یا دیگر معاشرتی تعلقات کو کسی شرعی وجہ کے بغیر خراب کرنا بہت بُرا عمل ہے اور رحمتِ عالم ﷺ نے اِس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشادِ نبوی روایت کیا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا[1] أَوْ عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهِ۔ مفہوم یہ کہ "جو شخص میاں بیوی کے درمیان فساد ڈالے یا غلام کو آقا کے خلاف بھڑکائے وہ ہم میں سے نہیں۔" (سنن ابوداود، حدیث:2175)

میاں بیوی کے باہمی معاملات کو خراب کرنے کی مختلف صورتیں ہیں:

⇐ بلاوجہ کسی عورت کو اُس کے شوہر کی خامیاں بتانا یا شوہر کو اُس کی بیوی کے عیب بتانا، جس سے اُن کے درمیان نفرت پیدا ہو۔

⇐ بیوی کو اجنبی مَرد کی خوبیاں بتانا یا شوہر کے سامنے کسی اجنبی خاتون کی تعریف کرنا، جس سے اُن کے دل میں یہ بات بیٹھے کہ دوسرے لوگ تو اپنے گھر والوں کے لیے بہت اچھے ہوتے ہیں، ہمارے ہی گھریلو معاملات خراب ہیں۔

⇐ فساد ڈالنے کے لیے جادو ٹونا اور تعویذات وغیرہ کرنا۔

⇐ بلاوجہِ شرعی ایک دوسرے کے ساتھ سخت رویّہ اختیار کرنے کی ترغیب دینا۔

⇐ کوئی ایسا پروگرام نشر کرنا، یا تحریر لکھنا جس میں بیوی کو شوہر کے ساتھ برابری یا نافرمانی پر اُکسایا جائے، جیسا کہ این جی اوز کرتی ہیں۔

ہمیں حکم ہے کہ دوسروں کو دین پر عمل کی دعوت دیں اور بُری بات سے روکیں... نیکی میں ایک دوسرے سے تعاون کریں اور بُرے کام میں باہم مدد نہ کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ... "نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم پر تعاون نہ کرو۔" [المائدۃ5:2]

---

[1] وَفِي مَعْنَاهُمَا إِفْسَادُ الزَّوْجِ عَلَى امْرَأَتِهِ۔ (مرقاۃ المفاتیح)

بد عقیدہ و گمراہ

اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ کی بنیاد صحیح عقیدہ پر ہے، اگر عقیدہ صحیح ہے تو اعمالِ صالحہ کا دُنیا و آخرت میں فائدہ ہو گا، لیکن عقیدہ صحیح نہیں تو فقط اعمال و اخلاق سے آخرت میں نجات نہیں ہو گی۔

قرآنِ مجید اور احادیثِ طیبہ میں خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے وصالِ اقدس کے بعد اُمّت کئی فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور لوگ بزرگوں کا راستہ چھوڑ کر نئے نئے عقائد اختیار کر لیں گے۔ فرقہ پرستی کے وقت صحیح عقیدہ پر استقامت اور حق کی پہچان کے لیے کیا کرنا ہو گا؟ اِس بارے میں ہمیں حکم دیا گیا کہ اُمّتِ مسلمہ کی اکثریت عقائد کے حوالے سے ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، چنانچہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اکثریت کے نظریات اختیار کریں اور فرقوں سے بچیں۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہر دَور میں اُمّتِ مسلمہ اکثریت "اہلِ سنت و جماعت" کے نظریات پر قائم رہی اور اب بھی اِنہیں نظریات پر قائم ہے۔

قرآنِ مجید میں یہ حکم یوں عطا کیا: "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو"... اور نبیِ کریم ﷺ نے کسی حدیث میں یوں فرمایا: "جماعت کو اختیار کرنا"، کسی حدیث میں حکم دیا: "سوادِ اعظم کی پیروی کرنا" اور کسی حدیث میں تربیت فرمائی: "میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا"۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا... "اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹ جانا۔" [آلِ عمران 3:103] "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو" اِس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی پیروی کرو۔ جب کہ خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے بعد سب سے بڑے فقیہ و مجتہد صحابی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس کی تفسیر کی: اِطاعت کرو اور جماعت (مسلمانوں کی اکثریت) کے عقائد پر قائم رہو۔[1]

جماعت کے نظریات کو چھوڑ کر فرقہ پرستی کرنے والا شخص ایسا بد نصیب ہے جس کے بارے میں ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ۔
"بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی فرقے بن گئے، اے حبیبِ مکرم! آپ کا اُن سے کوئی تعلق نہیں، اُن کا معاملہ صرف اللہ کے سپرد ہے، پھر وہ اُنھیں بتا دے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔" [الانعام 6:159]

---

[1] عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: «اِلْزَمُوْا هٰذِهِ الطَّاعَةَ وَالْجَمَاعَةَ، فَإِنَّهُ حَبْلُ اللّٰهِ الَّذِيْ أَمَرَ بِهِ... (رواه الحاكم في المستدرك، رقم الحديث: 8663، وقال: حديث صحيح على شرط الشيخين، وأقره على ذلك الذهبي)

امیر المؤمنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: هُمْ أَصْحَابُ الْبِدَعِ وَأَصْحَابُ الْأَهْوَاءِ وَلَيْسَ لَهُمْ تَوْبَةٌ، أَنَا مِنْهُمْ بَرِيءٌ وَّهُمْ مِنِّي بِرَاءٌ ۔ یعنی آیتِ کریمہ سے اصحابِ بدعت اور خواہش پرست (گمراہ فرقے) مراد ہیں، اُن کی توبہ قبول نہیں، میں اُن سے بری ہوں اور اُن کا مجھ سے کوئی تعلّق نہیں۔[1] (المعجم الصغیر، حدیث:560، شعب الایمان، حدیث:7239)

حرفِ آخر

نبیِ کریم ﷺ سے غلامی کی نسبت ہمارے لیے سرمایۂ حیات ہے، بے شمار گناہوں کے باوجود اُن کی نسبت سے ہی اِس دُنیا میں عذاب سے محفوظ ہیں اور اُنہی کی نسبت سے روزِ قیامت بخشش کی اُمّید ہے۔

اعظم چشتی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا:

تیری نسبت نے سنوارا میرا اندازِ حیات
میں اگر تیرا نہ ہوتا تو سگِ دُنیا ہوتا

نبیِ کریم ﷺ نے اُمّت کو گناہوں سے روکنے کے لیے بعض باتوں سے متعلق ارشاد فرمایا: ”جو یہ کام کرے وہ میرا نہیں، وہ ہم میں سے نہیں۔“ محبت بھری اِس دھمکی سے مقصود یہ ہے کہ مسلمان اپنے آقا کریم ﷺ کے ساتھ نسبت کی قدر کرے اور ہر اُس کام سے دُور رہے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔

چنانچہ مختلف احادیثِ کریمہ سے تربیت ملتی ہے کہ:

⟸ ہمیشہ حق بات کی حمایت کرنی چاہیے اور ظلم وزیادتی پر کسی سے تعاون نہیں کرنا چاہیے، خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو، ظلم پر مدد کرنے والا مسلمانوں کے طریقے پر نہیں ہے۔

⟸ اپنا اثر ورسوخ یا دولت و سرمایہ استعمال کرتے ہوئے کسی کا حق چھیننے کی ہرگز کوشش نہیں کرنی چاہیے، ناحق دعوٰی کرنے والا مصطفیٰ کریم ﷺ کے پیاروں میں سے نہیں ہے۔

⟸ اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھتے ہوئے اُس سے دُعا کرنی چاہیے اور بدشگونی کے بجائے نیک فالی لینی چاہیے، کسی چیز، جگہ یا وقت وغیرہ کو منحوس سمجھنے والا اسلامی اخلاق پر نہیں ہے۔

---

[1] قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ. (مجمع الزوائد، حدیث:11008)

⇐ حکمران کے ظلم کی تصدیق و تائید کرکے اپنی آخرت تباہ نہیں کرنی چاہیے، ایسا کرنے والا قُربِ مصطفیٰ ﷺ سے محروم رہتا ہے اور اُسے حوضِ کوثر پر حاضری نصیب نہیں ہوگی۔

⇐ میاں بیوی اور دیگر مسلمانوں کے درمیان کسی بھی طریقے سے فساد ڈالنے اور اُن کے باہمی معاملات بگاڑنے سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے، فساد ڈالنے والا سرکارِ دوعالم ﷺ کے طریقہ پر نہیں ہے۔

⇐ مرتے دم تک عقیدۂ اہلِ سنت وجماعت پر استقامت اختیار کرنی چاہیے اور گمراہوں سے دُور رہنا چاہیے، قرآنِ مجید کے مطابق سرکارِ دوعالم ﷺ کا گمراہوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

زمانہ چھوٹ جائے رُوٹھ جائے کچھ نہیں پرواہ
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن تمہارا یارسول اللہ

اگر کوئی تمنّا ہے تو بس اتنی تمنّا ہے
مَیں کہلاؤں دوعالَم میں تمہارا یارسول اللہ

اللہ تعالیٰ سرورِ عالم ﷺ سے ہمارا غلامی کا رشتہ ہمیشہ قائم رکھے اور اِس نسبت کے طُفیل ہماری بخشش ومغفرت فرمائے۔
ربّ کریم پاکستان سمیت دُنیا بھر کے اسلامی ممالک کو غیرت مند قیادت سے نوازے اور اُمّتِ مسلمہ کو وَحدت عطا فرمائے۔

خالقِ کائنات اسلام کو غلبہ عطا فرمائے، تمام دشمنانِ اسلام کو ذلیل ورُسوا کرے، مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کی دہشت گردی اور بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر وفلسطین سمیت دُنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم